بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک اونکار ست گورو پرشاد

پاکستانی مسلمانوں کی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے گورو نانک دیو جی مہاراج کے سکھ یاتریوں کا پرتپاک

استقبال

ہمارے پریمی سکھ بھائیو! ہم دل کی گہرائیوں سے آپکو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں اور سکھوں میں جو دونوں توحید پرست اور شرک کے مخالف ہیں دلی الفت اور پریم پیدا ہو جائے۔ ہمارے نزدیک حضرت گورو باوا نانک جی مہاراج وہ مرد خدا تھے جنہوں نے دنیا داری کے ہزاروں پردوں کو پھاڑ کر اور بے جا رسموں کی بندشوں کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کو اختیار کیا تھا۔ ان کے کلام اور ان کے ہر ایک فقرے سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا نانک ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور جن کے دلوں کو دنیا سے بیزار کر کے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جنکے سینوں میں اپنی محبت کی آگ بھر دیتا وہ زندہ خدا کے طالب تھے جو ان پر ظاہر ہوا اور اس نے خود

www.aaiil.org

انہوں کو سیدھے راستے پر چلایا۔ ہم انہیں ان اولیا اور بزرگوں میں سے شمار کرتے ہیں۔ جو اس ملک میں گزر چکے ہیں۔

ہمیں بڑا دکھ ہوتا ہے۔ جب ہم ستیارتھ پرکاش (صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ اجمیر ۱۹۴۸ء مصنفہ پنڈت دیانند) پر حضرت باوا صاحب کے متعلق یہ ناپاک الفاظ پڑھتے ہیں۔ "نانک جی کا آشے تو اچھا تھا پر ودیا کچھ بھی نہیں تھی۔ ہاں بھاشا اس دیس کی جو گاموں کی ہے اسے جانتے تھے۔ وید آدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے ...... چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی ٹانگ اڑاؤں پرنتو بنا کر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتا ہے۔ ہاں ان گرامینوں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنا بھی نہیں تھا سنسکرتی بنا کر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہوں گے۔ یہ بات اپنی مان پرتشٹھا اور اپنی پرکھیاتی کی اچھیا کے بنا کبھی نہ کرتے۔ انکو اپنی پرتشٹھا کی اچھیا اوش تھی۔ ...... جب کچھ ابھیمان تھا تو مان پرتشٹھا کے لئے کچھ دنب بھی کیا ہوگا۔ نانک جی کے سامنے ان کا کچھ سمپردائے داہت سے شش نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ اودھ والوں میں یہ چال ہے کہ میرے پیچھے ان کو سدھ بنا لیتے ہیں" یعنی نانک جی کا خیال تو اچھا تھا۔ پر علم کچھ بھی نہ تھا۔ ہاں بولی اس دیس کی جو دیہاتی ہے اسے جانتے تھے۔ وید وغیرہ شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ چاہتے تھے کہ سنسکرت میں بھی ٹانگ اڑادیں مگر بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی تھی۔ ہاں ان دیہاتیوں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سنی بھی نہیں تھی سنسکرتی بنا کر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہونگے۔ یہ بات اپنے فخر اور بڑائی اور اپنی شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے۔ ان کو اپنی بڑائی کی خواہش ازبس ضروری تھی جب کچھ غرور تھا۔ تو بڑائی کے لئے کچھ دھوکا بازی بھی کی ہوگی ...... نانک جی کے سامنے کچھا ان کا طریقہ یا پہت سے متاثر نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ جاہلوں میں یہ دستور رہا ہے کہ مرنے کے بعد انکو بزرگ بنا لیتے ہیں۔ غرض دیانند

ستیارتھ پرکاش میں حضرت باوا نانک صاحب کو نادان، جاہل، فریبی، مکار، لالچی اور مغرور قرار دیا ہے پھر اس تحریر میں ستیارتھ پرکاش میں ہم ساکھیوں کو جھوٹی کہانیں کہا گیا ہے اور گورو گوبند سنگھ جھوٹی پٹری جانے والا قرار دیا ہے۔ اور سکھوں اور باقی کلوں کی سخت توہین کی ہے اور توحید پرست بہادر سکھوں کو بت پرست قرار دیا ہے۔

ہم دل کی گہرائیوں سے آریوں کی ستیارتھ پرکاش کے بارے میں نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت باوا صاحب نہایت باکمال علوم روحانیہ سے آگاہ، اعلیٰ درجہ پرہیزگار، نیک، خدا ترس، خاکسار اور دنیا کے لالچوں سے کوسوں دور رہتے تھے۔ ایسی باتیں کہنا انکی توہین ہے اے بہادر سکھو آریوں کے یہ ناپاک الفاظ تمہاری عزت کو چیلنج ہے۔ سکھ صاحبان ذرا انہیں الفاظ سے دیانند کو یاد کر کے اشتہار دے دیں پھر دیکھیں کہ کیونکر آریئے صبر کرتے ہیں۔ اگر باوا صاحب سے سچی محبت اور ان کے لئے سچی غیرت ہے تو اسکا منہ توڑ دکھلانا چاہیئے۔ اور ستیارتھ پرکاش ایسی کتاب کو ضبط کروانا چاہیئے۔ حضرت باوا صاحب ایک راستباز انسان تھے وہ نادان پنڈتوں کی طرح تعصب اور بخل کے کیچڑ میں مبتلا نہیں تھے اور انکو وہ روشنی دی گئی تھی جو ان لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کو سچے دل سے ڈھونڈتے ہیں۔ اور سامنے حق الیقین کی طرح سمجھ لیا تھا کہ ہندوؤں کے وید ضلالت اور گمراہی سے بھرے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے کپڑوں کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ کیا دیانند کی ایک لنگوٹی بھی جو وہ باندھتا تھا آریوں کے پاس محفوظ ہے یہ بھی باوا صاحب کی ایک کرامت ہے کہ دیانند حضرت باوا صاحب کے خلاف بدزبانی کرنے کے بعد جلدی مر گیا۔ اور باوا صاحب نے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی کہ کلمہ طیبہ ....

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

کا کپڑا اپنا چولا بنا لیا۔ اس سے اللہ نے بھی باوا صاحب کو عزت دی کہ کروڑ ہا آدمی اعتقاد کے ساتھ ان کے پاؤں پر گرے۔ درحقیقت ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک عظیم الشان نمونہ تھا۔ جس کی ہم لوگ قدر کرتے ہیں۔ لیکن اس صادق انسان نے ویدوں کو گمراہی کی تعلیم کہہ کر ناحق پنڈتوں سے گالیاں کھائیں۔ اگر وہ ویدوں سے بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت انہیں برا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب ان آریوں، ہندوؤں اور پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں کیونکہ وید کے خلاف جو ہوئے۔ لیکن اس کے مقابل حضرت باوا صاحب اور دوسرے سکھ گوروؤں کے اسلام کے متعلق اور قرآن کے متعلق جو خیالات تھے۔

کل پردان کتیب قرآن۔ پوتھی پنڈت رہے پوران
نانک ناؤں بھیا رحمٰن۔ کر کرتا تو ایکو جان۔

(گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۱ ص ۹۰۳)

کلجگ کے زمانہ میں منظور شدہ کتاب قرآن مجید ہے۔ اب پرانی اور تمام پران منسوخ ہو چکے ہیں۔ اب اللہ کا نام رحمٰن مشہور ہوا ہے۔ کرتا پرکھ اور رحمٰن میں کوئی فرق نہیں۔

نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں۔

پاک پڑھیو کلمہ محمد اکھر نال ملائے۔ سو پا معشوق خدائے دا ہو یا تل الیہ
(جنم ساکھی کلاں ص ۱۴۱)

پھر ایک سادھو فرماتے ہیں

اکلا پھر پھر تڑا پھیرے کھا دن سندر سے ۱۰۰۱
دو زخ پوندا کیوں رہے جا جت نہ ہوئے رسول
(گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی دی وار ۲۱۹)

یعنی جن لوگوں کے دل پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت نہیں ہے وہ اس دنیا میں بھی بھٹکتے پھریں گے اور مرنے کے بعد ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

مسلمانوں کے متعلق گورو ارجن فرماتے ہیں۔

مسلمان موم دل ہوئے انتر کی مل دل تے دھوئے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے جیوں کسی پاٹ گنبو پاک میرے
(گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۵ ص ۱۰۸۴)

یعنی مسلمان نرم دل ہوتا ہے۔ اس نے اپنے دل کی کدورت کو دھو لیا ہوتا ہے اور دنیا کی ملونی اس کے قریب بھی نہیں بھٹکتی۔

گورو گرنتھ صاحب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

بے نماز اکیتا اے نہ بھلی ریت کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گزار جو سر سائیں نہ نیویں سو سر کپ اتار
(گورو گرنتھ صاحب ص ۱۳۸۱)

پھر لکھا ہے۔

سنو پیغمبر مصطفٰے تیرے چارے یار عمر خطاب، ابوبکر، عثمان، علی چار
چار دن یار مسلمیں چار مصلے کیں پنجواں نبی رسول ہے جس لیتا ثابت دیں
(جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۹۶)

گوروؤں کے ان اقوال سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام اس کے خلفاء کس قدر محبت رکھتے تھے۔

اے وہ تمام لوگو جو اس مقدس گورو نانک کے سکھ ہو ہماری التجا ہے کہ آپ اپنے ایسے پاک مرشد کے مذہب اپنا شعار بنائیں۔ اس حقانی انسان کی راست گفتاری اور راست روی کو دیکھیں اور اس کے نقش قدم پر چلیں۔ وہ ہندوؤں کے ویدوں سے بالکل الگ ہوگئے تھے۔

اور انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ جس خدا کی خوبیوں میں کوئی نقص اور کسی عیب کی تاریکی نہیں اور ہر ایک جلال، قدرت، تقدس اور کامل الوہیت کی بے انتہا چمکیں اس میں پائی جاتی ہیں وہ وہی پاک ذات خدا ہے جس پر اہل اسلام عقیدہ رکھتے ہیں وہ مسلمانوں کے آقا سردار دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخواں تھے۔ اسی وجہ سے گورو گرنتھ صاحب میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی گئی ہو اور پھر ایسے پاک اور پوتر وجود کا نالائق لفظوں میں اور تحقیر آمیز فقروں میں ذکر کرنا بڑے پاپ کا کام ہے اور نہیں تو کیا ہے۔ ہم انہیں ولی اللہ مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ دین کی جو دولت اور صداقتیں ہمیں دی گئی ہے۔ ہم سے پہلے اللہ کے فضل اور عنایت نے باوا صاحب کو بھی وہی دولت دی تھی اور یہ ایک سچائی ہے۔ جسے ہم چھپا ہی نہیں سکتے۔ باوا صاحب کا اور اپنا اس پر فخر سمجھتے ہیں کہ یہ پاک دین خدا کے فضل سے ہمیں دیا گیا ہے ہمارا یقین ہے حضرت باوا صاحب ایک بزرگ دیوتا تھے۔ جو بابر بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہو کر اللہ تعالیٰ کے دین کی صداقت کا ایک گواہ سنئے۔ ہم اپنے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رائے اسی بزرگ انسان کے متعلق درج کرتے ہیں۔

" وہ اللہ کی راہ پر اخلاص رکھتے تھے اس لئے بہت جلد زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا میں شہرت پا گئے اور ایسی قبولیت کے مرتبہ پر پہنچ گئے کہ درحقیقت ہندوؤں کے تمام گذشتہ اکابر اوتاروں، رشیوں، منیوں اور دیوتاؤں میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا پیش کرنا مشکل ہے۔ جو ان کی نظیر ثابت ہو۔ ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں۔ کہ بے شک باوا نانک صاحب ان مقبول بندوں میں سے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ اسلئے

اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔ اس میں پھر بھی شبہ نہیں کہ ایک سچی تبدیلی خدا تعالیٰ نے ان میں پیدا کردی تھی۔ اور حق اور راستی کی طرف ان کا دل کھینچا گیا تھا۔ ان کے وقت میں بہت سے جاہل اور شوریدہ مغز ہندو موجود تھے جو اپنے تئیں جوگی یا بیراگی یا سنیاسی وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے تھے۔ اور بھی بدکاریوں کے سہارے سے رہبانیت کا جھنڈا بہت اونچا کیا ہوا تھا۔ تو باوا صاحب نے اپنی قوم کو یہ اچھا سبق دیا کہ انہوں نے جوگی، بیراگی یا سنیاسی کہلانے سے نفرت کی وہ اس طور کے برہم چرج سے بالکل بیزار تھے۔ جس میں خداداد قوتوں کو ناحق ضائع کرکے الٰہی قانون کو توڑ دیا جائے۔ اس غرض سے انہوں نے باوجود اپنے کمال فقیرانہ زہد کے شادی بھی کی تا لوگوں پر ثابت کریں کہ وید کی تعلیم کا یہ مسئلہ ٹھیک نہیں کہ اعلیٰ مرتبہ کا انسان وہی ہے۔ جو برہم چرج یعنی رہبانیت اختیار کرے۔

درحقیقت وہ وید کی تعلیموں سے سخت بیزار تھے۔ اور اسی وجہ سے وہ برہمنوں کے ساتھ بحث مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اور کچھ دیانند ہی نے ان کی بہت بدزبانی نہیں کی بلکہ اس زمانہ میں بھی اکثر نالائق پنڈت ان کے دشمن ہو گئے تھے ...... یہ امر حق اور واقعی ہے کہ ان کا دل اس الٰہی محبت سے رنگین ہوگیا تھا۔ جو محض فضل سے ملتی ہے نہ اپنے کسب سے۔ ان کی

وہ تمام باتیں بری معلوم ہوئی تھیں جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہوں - ان کا دل محض بناوٹی رسموں اور خود تراشیدہ ریتوں پر راضی نہیں ہوتا تھا - اور اس مصفی پانی کے وہ خواہش مند تھے - کہ جو حقیقت کے چشمہ سے بہتا اور روحانیت کے رنگ سے آبگیں ہوتا ہے اس لئے کبھی وہ ان بیراگیوں اور جوگیوں اور سنیاسیوں پر راضی نہ ہوئے جو محض رسم پرستی اور ایک باطل قانون کی پیروی سے بے ہودہ تخیلات میں دماغ سوزی کر کے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے - باوا صاحب بہت زور لگاتے تھے کہ ہندوؤں میں کوئی روحانی حرکت پیدا ہو اور وہ بے ہودہ رسموں اور باطل اعتقادوں سے دستکش ہو جائیں اور اسی لئے وہ ہمیشہ برہمنوں کے منہ سے سخت، سست باتیں سنتے اور برداشت کرتے مگر افسوس کہ اس سخت دل قوم نے ایک ذرہ سی حرکت بھی نہ کی اور باوا صاحب ہندوؤں کی رفاقت سے اسقدر ناامید ہو گئے کہ ان کو اپنے معمولی سفروں کے لئے بھی دو ایسے ہندو خادم نہ مل سکے - جو ان کے خیالات کے موافق ہوں -

"ایک بالا بظاہر ہندو خاندان سے تھا مگر درحقیقت وہ باوا صاحب کی برکت سے ہندوؤں کے برے خیالات چھوڑ چکا تھا"

پس یہ مقام بھی سوچنے کے لائق ہے کہ کیوں اور ہندوؤں نے باوا نانک صاحب سے اور باوا نانک صاحب

نے ہندؤوں سے ایسا نہ کیا اور تمام عمر مسلمانوں سے ہی مانوس رہے اور اسلامی ملکوں کی طرف ہی سفر کرتے رہے کیا ان سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ باوا صاحب ہندؤوں سے قطع تعلق کر چکے تھے۔ کیا ہندؤوں میں اسکی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہندو ہو کر اپنے تمام تعلقات مسلمانوں سے قائم کرلے۔

یہ کہنا بھی دشنام دہی سے کم نہیں کہ باوا نانک صاحب نے اسلامی سلطنت کا عروج دیکھ کر مسلمانوں کے ساتھ مداہنہ کے طور پر میل ملاپ کر لیا تھا۔ کیونکہ مداہنت ایک نفاق قسم ہے۔ اور نفاق نیک لوگوں کا کام نہیں۔ مگر باوا صاحب کی ایک رنگی ایسے دلوں پر واضح ہے جس سے ایک فرد بھی انکار نہیں کر سکتا۔ باوا صاحب ایک سیدھے سادے اور صاف دل آدمی تھے۔ اور ایک سچے مسلمان کی کی طرح ان کے عقائد تھے۔ وید کی تعلیم کی طرح ان کا مذہب نہ تھا کہ تمام روحیں اور جسم خود بخود چلی آتی ہیں بلکہ انھوں نے اس عقیدہ کا بہت زور سے رد کیا ہے۔ اور ان کے گرنتھ کو غور سے پڑھنے والے اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کا یہ مذہب ہرگز نہیں تھا۔ جو آج کل آریہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ کل جیو قدیم اور خود بخود چلے آتے ہیں۔ ان کا کوئی خالق نہیں۔ بلکہ باوا صاحب اپنے گرنتھ کے کئی مقام میں بتلا چکے ہیں کہ جو آپ ہی آپ بغیر کسی موجد کے ایجاد سے محفوظ ہے وہ صرف پرمیشر ہے اور دوسری سب چیزیں سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ایک چیز بھی ایسی نہیں جو اس نے

پیدا نہیں کی جیسے فرماتے ہیں۔

اول اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور سے سب جگ اُلجھا کون بھلے کون مندے

اسی طرح فرماتے ہیں۔

کیتا آہن ا یھیے رکھن لوٹ نہ ہو
منگن والے کیتڑی داتا ایکو سو۔
جس کے جیا پران ہیں من وسے سکھ ہو

اس سے صاف ظاہر ہے کہ باوا صاحب اپنی سچی معرفت کے زور سے ہندؤں کے ویدوں سے دست بردار ہو گئے تھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے باوا صاحب کو وہ روشنی ملی تھی کہ اگر ویدوں کے رشیوں کی نسبت ثابت کرنا چاہئیں تو میں سچ سچ کہتا کہ یہ امر غیر ممکن ہوگا"۔ (ست بچن)

ہندؤں کے وید کے متعلق حضرت باوا صاحب کے خیالات ان شعروں سے ظاہر ہے فرماتے ہیں۔

وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی
سادہ کی مہما وید سخ نی۔

یعنی برہما بھی ویدوں کو پڑھکر مر گیا اور حیات جاوداں حاصل نہ کی چاروں وید سراسر کہانی اور محض یاوہ گوئی ہے جس میں کچھ بھی ودیا نہیں اور وہ اُستت اور مہاپرملیشر کی جو عارف بیان کیا کرتے ہیں۔ اور وہ خوبیاں البشر کی جو سچوں کو معلوم ہوتی ہیں۔ ویدوں کو ان کی کچھ بھی خبر نہیں۔

پھر فرماتے ہیں۔

شاست بید کے کھوڑو بھائی کرم کرو سنساری
یا کھنڈ میل نہ چوک الٹی بھائی من وچ میل پکاری

یعنی وید شاستر پر کتنا بھی عمل کیا جائے انسان کا دل دنیاوی کدورتوں سے پاک وصاف نہیں ہو سکتا۔

ایسے الفاظ باوا صاحب اس لئے زبان پر لائے کہ انہوں نے وید کو اس کی واقعی رنگت میں دیکھ لیا تھا اور انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ویدوں میں بجز آفتاب پرستی اور عناصر پرستی اور ناپاک رسموں کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور وہ خوب جانتے تھے کہ جو کچھ اس ملک میں اس قسم کا شرک پایا جاتا ہے ان تمام گندی تالیوں کا اصل مبدا وید ہی ہیں اور وہ حق گوئی کی راہ میں ایسے دلیر تھے۔ کہ سچ کہنے کے وقت کسی سے نہیں ڈرتے تھے ....

اور سچے گیان سے ان کا دل بھر گیا تھا کیونکہ دینی امور میں سچا اور پاک تجربہ اسی کو ہوتا ہے جو سچے دل سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے اور ہر ایک پکشن پات کا پلید چولا اپنے سر سے اتار کر ایک پاک چولا انصاف اور حق گوئی کا پہن لیتا ہے تب باوا صاحب کی طرح آسمانی چولا اس کے لئے اترتا ہے۔ جس پر پاک کلام قدرت سے لکھا ہوتا ہے۔ باوا صاحب نے جوانمردی سے سفلی زندگی کا چولا پھینک دیا اس لئے وہ آسمانی چولا ان کو پہنا یا گیا۔ جس پر قدرت کے ہاتھ نے گیان اور معرفت کی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور وہ خدا کے منہ سے نکلی تھیں۔

حضرت باوا نانک صاحب یہ آسمانی چولا بمقام ڈیرہ باوا نانک ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت) میں محفوظ

اس مکان گوردوارہ میں نہائت اعزاز و اکرام سے رکھا ہے۔ جس کو کابلی مل کی اولاد نے جو باوا صاحب کی نسل سے تھا خاص اس تبرک کے لئے بنوایا ہے۔ کتاب ساکھی چولہ صاحب میں لکھا ہے کہ جب باوا نانک صاحب کا انتقال ہوا یہ چولا گورو گوبند صاحب کو پہلے جانشین حضرت باوا صاحب کے تھے ملا جسے انہوں نے گدی پر بیٹھتے وقت سر پر باندھا اور بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور پانچویں گورو ارجن داس تک برابر ہر ایک گورو اپنی گدی نشینی کے وقت اسے مبارک سمجھ کر سر پر رکھتا رہا ہے۔ ہری سنگھ نلوا نے بھی اسی پر رومال چڑھایا۔ یہ ایک سوتی کپڑا ہے جو کچھ خاکی رنگ اور بعض بعض کناروں پر کچھ سرخی نما بھی ہے۔ سکھوں کی جنم ساکھی باقی بالے والی میں لکھا ہے کہ اس چولے پر قرآن مجید کی آئتیں لکھی ہیں۔ اور سکھوں میں یہ امر بھی متفق جملہ و اتفق کی طرح مانا گیا ہے کہ یہ چولا صاحب آسمان سے باوا صاحب کے لئے اترا تھا۔ اور قدرت کے ہاتھ سے لکھا گیا اور قدرت کے ہاتھ سے لیا گیا اور قدرت کے ہاتھ سے باوا صاحب کو پہنایا گیا۔ اس چولے پہ لکھا ہوا ہے:-

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بجز اللہ کے کوئی پرستش کے لائق اور محمد عربی اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ان الدین عند اللہ الاسلام : اللہ کے نزدیک سچا دین صرف اسلام ہے۔ پھر اللہ تعالی کے وہ نام لکھے ہوئے ہیں جو قرآن مجید میں درج ہیں۔ اس طرح قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ یعنی سورۃ فاتح پوری پوری لکھی ہوئی ہے اور آخری سورتوں میں سے سورۃ اخلاص۔ اسی طرح قرآن مجید کی کئی اور

آیات لکھی ہوئی ہیں۔

یہ اشارہ اس بات کی طرف بھی تھا کہ اس چولے پر آسمانی کلام لکھا ہوا ہے۔ جس سے باوا صاحب نے ہدایت پائی۔ اس چولے پر تین سو کے قریب رومال لپٹے ہوئے ہیں۔ جس سے یقین کیا جاتا ہے کہ جو کچھ اس چولا کی اب تعظیم ہوتی ہے۔ وہ صرف اب سے نہیں بلکہ اس زمانے سے ہے کہ جب باوا نانک صاحب فوت ہوئے۔ اس چولے پر بجائے زری کے کام کے آیات قرانی لکھی ہوئی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو عقیدہ باوا صاحب نے اس کپڑے یعنی چولا صاحب کی تحریروں میں ظاہر کیا ہے ہندو مذہب کے بالکل مخالف اور اسلام کے عین مطابق ہے

دیکھو اپنے دین کو کس کس صدق سے دکھلا گیا

وہ بہادر تھا نہ رکھتا تھا کسی دشمن سے ڈر

اس چولا کی پشت پر ایک اور باریک کپڑا چڑھا ہوا ہے جس کی نسبت بتایا جاتا ہے کہ یہ وہ کپڑا ہے جس کو گورو ارجن صاحب کی بیوی نے اپنے ہاتھ سے سوت کات کر اور پھر بنوا کر اس پر لگوایا تھا

چولا صاحب میں یہ صریح کرامت ہے کہ باوجودیکہ وہ ایسے شخصوں کے ہاتھ میں رہا جن کو اللہ اور رسول پر ایمان نہ اور ایسی سلطنت کا زمانہ اس پر آیا جس میں تعصب اس قدر بڑھ گیا تھا کہ بانگ دینا بھی منع تھا۔ مگر وہ ضائع نہیں ہوا۔ تمام مغلیہ سلطنت بھی اسکے وقت میں ہی ہوئی اور اسکے وقت ہی میں نابود ہوگئی۔ مگر وہ اب تک موجود ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس پر نہ ہوتا تو ان انقلابوں کیوقت کب کا نابود ہو جاتا۔ مقدر تھا کہ وہ ہمارے زمانے تک رہتے اور ہم اسکے ذریعہ باوا صاحب کی عزت کریں جو الزاموں سے پاک کریں۔ اور ان کا اصل مذہب دنیا پر ظاہر کرائیں۔

بعض لوگ ان کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولا آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اسکو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اسکی قدرتوں کی کسی نے حد بیست نہیں پائی۔ کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں۔ اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے پاس جو آج کل نیچری یا برہمو کے نام سے موسوم ہیں اور یہ بھی لاممکن ہے کہ باوا صاحب کو یہ قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہو گئے ہیں۔ اور اذن ربی سے لکھے گئے ہوں اور اس طرح وہ فعل خدا تعالیٰ کا فضل سمجھا گیا ہے۔ چونکہ باوا صاحب طلب حق میں ایک پرند کی طرح اسلامی ملکوں میں پرواز کرتے پھرا اور اپنی عمر کو اس راہ پر وقف کر دیا اور خدا تعالیٰ سے چاہا کہ سچا مذہب ان پر ظاہر ہو سو خدا تعالیٰ نے ان کا صدق دیکھ کر ان کو ضائع نہ ہونے دیا۔ بلکہ وہ چولا ان کو عطا کیا جس پر قدرت کے نقوش ہیں۔ ایسا کیا تا ان کا اسلام پر ایمان، یقین بڑھ جائے

اور تا وہ سمجھیں کہ بجز

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور کوئی سبیل نجات نہیں سو انھوں نے اس چولے کو اسی غرض سے پہنا کہ تا اس چولے کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیں اور تمام دنیا کو اپنے اسلام پر گواہ کر دیں۔ انگد کی جنم ساکھی میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کلام جو چولے پر لکھا ہوا ہے خدا کا کلام ہے پوچھنا یہ ہے کہ کیا کبھی باوا صاحب کے ہاتھ سے یہ عزت جو قرآنی

آیات کو آپ نے دی و بد کو بھی نصیب ہوئی کیا کوئی ایسا چولا بھی سکھ صاحبوں کے پاس موجود ہے۔ جس پر وید کی شرتیاں لکھی ہوئی ہوں اور اس کی بھی ہی تعظیم ہوتی ہے۔ جیسی کہ اس با برکت چولے کی ہوتی ہے۔ اور اسکی نسبت بھی کیا گیا ہو کہ یہ چولا بھی آسمان ہی سے اترا ہے۔

اور یہ شرتیاں پرمیشر نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں۔ ہرگز نہیں۔

ہم بڑے پریم اور بڑی امید کے ساتھ گورو جی کے سکھوں سے بنتی کرتے ہیں کہ وہ تکلیف اٹھا کر بھی ڈیرہ بابا نانک ضرور جائیں۔ اور اس مبارک چولے اور مرد مومن کے تن کے تعویذ کی بچشم خود زیارت کریں۔ وہ پاک چولا اپنی ان تمام پاک آیات کے ساتھ جو اس پر لکھی ہوئی ہیں باوا صاحب کی پاک یادگار ہے اور پاک ہے وہ مکان جس میں وہ رکھا گیا۔ اور پاک ہے وہ کپڑا جس پر وہ آیات لکھی گئیں اور پاک تھا وہ وجود جو اس کو پہنے پھرتا تھا۔ اور مبارک ہیں وہ جو چولا صاحب کے نام سے کلام سے برکت ڈھونڈتے ہیں۔

یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج
یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
یہی ہے کہ نوروں سے معمور ہے
جو دور اس سے اس سے خدا دور ہے

اٹھو سونے والو کہ وقت آ گیا
تمہارا گرو تم کو سمجھا گیا

ہمارے سکھ بھائیو!

ایک دفعہ پھر ہم آپ کے پاکستان آنے پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ آپ کا یہاں آنا مبارک اور مسلمانوں اور سکھوں پھر وہی محبت اور الفت کے تعلقات اور جذبات پروان چڑھیں جو حضرت باوا نانک جی اور ان کے مسلمان پریمیوں کے دلوں میں تھے اور ان دو عظیم توحید پرست قوموں کے درمیان اتحاد اور یگانگت بڑھتی چلی جائے۔ جو بھائی ہم سے خط و کتابت کرنا چاہیں وہ ذیل کے پتہ پر ہمیں خط لکھ سکتے ہیں۔

ہم ہیں
آپ کے پریمی بھائی

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پاکستان)

(مطبوعہ اکیڈمک پریس لاہور)